خلفاء ثلاثہ بزبان حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنھم

کتاب معانی الاخبار صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ ایران مصنفہ ابن بابویہ قمی کا بھی مطالعہ فرمائیں کیونکہ یہ کتاب بھی مزہب اہل تشیع میں ان کی مایہ ءناز ہے اوران کے نزدیک بے حد معتبر ہے۔

عن الحسن ابن علی (رضی اللہ عنھما) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد۔

(وکذا فی تفسیر الامام الحسن العسکری)

یعنی امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع مبارک کے ہے (ابوبکر میرے کان ہیں) عمر بمنزلہ میری آنکھ مقدس کے ہے (عمر میری آنکھ ہے) اورعثمان بمنزلہ میرے دل منور کے ہے (عثمان میرا دل ہے) (اسی طرح امام حسین عسکری کی اپنی تفسیر میں ہے)۔

اب امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرمانے والے ہوں اور پیغمبر خدا علیہ السلام ان مقدس اور منور ہستیوں کو اپنے سمع مبارک، بصر مقدس اور دل منور کی منزلت بخشیں تو ان مقدس ہستیوں کی شانِ اقدس میں سب و شتم براہ راست رسول خدا کی شان اقدس میں سب وشتم نہیں؟ اوران کا ادب واحترام اوران کی محبت براہ راست رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب واحترام اور حضور ﷺ کی محبت نہیں؟ کچھ تو سوچو۔

واقعہ ھجرت

چونکہ اہل تشیع ائمہ طاہرین کی اس قسم کی تصریحات کو دیکھ کر ہمیشہ سرے سے انکار کے عادی ہیں اور پھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ ائمہ طاہرین سے یہ روایت ثابت نہیں۔اس لئے امام عالی مقام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اورروایت بطور نمونہ لفظ بلفظ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔کتاب بھی امام صاحب کی اپنی تفسیر چھپی ہوئی بھی ایران کی۔ یعنی تفسیر حسن عسکری مطبوعہ ایران صفحہ ۱۶۴،۱۶۵۔

ھذا وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل اصحابہٖ وامتہٖ حین صار الی الغار ان اللہ تعالٰی اوحی الیہ یا محمد ان العلی الاعلٰی یقرئک السلام ویقول لک ان اباجھل والملا من قریش دبراو علیک یریدون فتلک وامر ان تبیت علیا وقال لک منزلتہ منزلۃ اسحاق الذبیح ابن ابراھیم الخلیل یجعل نفسہٗ لنفسک فداء وروحہٗ بروحک وقاء وامرک ان تستصحب ابابکر فانہٗ ان آنکس وسعدک و آزرک وثبت علٰی ما یتعھدک یعاقدک کان فی الجنۃ من رفقائک وفی غرفاتھا من خلصائک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ارضیت ان اطلب فلا اوجد وتطلب فتوجد فلعلۃٗ ان یبادر الیک الجھال فیقتلوک قال بلٰی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضیت ان یکون روحی لروحک وقاء ونفسی لنفسک فداء بل رضیت ان یکون روحی ونفسی فداء لک او

قریب (لقریب) منك (او) لبعض الحیوانات تمتحنها وهل احب الحیٰوة الا لتصرف بین امرك ونهیك ونصرة اصفیاء ك ومجاهدة اعدائك ولولا ذٰلك لما احب ان اعیش فی الدنیا ساعة واحدة فقبل رسول الله صلی الله علیه وسلم راسهٗ فقال لهٗ یا ابا الحسن قد قرا علی کلامك هذا الموکلون باللوح المحفوظ وقرووا علی ما اعدالله لك من ثوابه فی دار القرار مالم یسمع بمثل (بمثله) السامعون ولا رای مثلهٗ الراوون ولا خطرببال المفکرین ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی بکر ارضیت ان تکون معی یا ابابکر تطلب کما اطلب وتعرف بانك انت الذی تحملنی علٰی ما ادعیه فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر یا رسول الله اما انا لوعشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعها اشد عذابا لا ینزل علی موت صریح ولا فرح میخ (مریح) وکان ذٰلك فی محبتك لکان ذٰلك احب الی من ان اتنعم فیها وانا مالك لجمیع ممالیك ملوکها فی مخالفتك وهل انا ومالی لی وولدی الا فداء ك فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاجرم ان الله اطلع علٰی قلبك ووجد موافقا لما جرٰی علٰی لسانك جعلك منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن کعلی الذی هو منی کذٰلك الخ۔

یعنی جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کے موقع پر غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو اپنے صحابہ اور اپنی امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر (صلوٰۃ) سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ تیار کر لیا ہے اور آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کا حکم دیں اور فرمایا ہے کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ اسحاق ذبیح کا مرتبہ تھا (حالانکہ ذبیح اسماعیل ہیں مگر اہل کتاب اسحاق کو ذبیح کہتے ہیں) حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو تیری ذات اقدس پر فدا اور قربان کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ (ہجرت میں) ابوبکر صدیق کو اپنا ساتھی مقرر فرماویں کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت اور رفاقت اختیار کر لیں۔ اور حضور کے عہد و پیمان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں سے ہوں گے۔ اور جنت کی نعمتوں میں آپ کے مخلصین میں سے ہوں گے۔ پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو فرمایا کہ اے علی! آپ اس بات پر راضی ہیں کہ میں طلب کیا جاؤں تو (دشمن کو) نہ مل سکوں اور تم طلب کئے جاؤ تو مل جاؤ اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ میں راضی ہوں یا رسول اللہ کہ میری روح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روح مقدس کا بچاؤ ہو اور میری زندگی حضور کی زندگی اقدس پر فدا ہو۔ بلکہ میں اس بات پر بھی راضی ہوں کہ میری روح اور میری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حیوانات پر قربان اور فدا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا امتحان لے لیں۔

میں زندگی کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے دین کی تبلیغ کروں اور حضور ﷺ کے دوستوں کی حمایت کروں اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا۔ پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے ابوالحسن تیری یہی تقریر مجھے لوح محفوظ کے موکلین ملائکہ نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے اور جو تیری اس تقریر کا ثواب اور بدلہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں تیرے لئے تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے وہ ثواب جس کی مثل نہ سننے والوں نے سنی ہے نہ دیکھنے والوں نے دیکھی ہے نہ ہی عقلمند انسانوں کے دماغ میں آسکتی ہے پھر حضور نے ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اے ابوبکر تو میرے ہمراہ چلنے کیلئے تیار ہے؟ تو بھی اسی طرح تلاش اور طلب کیا جاوے جیسا میں اور تیرے متعلق دشمنوں کو یہ یقین ہو جاوے کہ تو ہی نے مجھے ہجرت کرنے اور دشمنوں کے مکر اور فریب سے بچ کر نکلنے پر آمادہ کیا ہے تو تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں قیامت تک زندہ رہوں اور اس زندگی میں سخت ترین عذاب و دکھ اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت والم سے نہ مجھے بچانے کے لئے آسکے اور نہ کوئی دوسرا سبب آرام دے سکے اور یہ سب کچھ حضور ﷺ کی محبت میں ہو تو مجھے بطیب خاطر منظور ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اتنی لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں۔ لیکن حضور ﷺ کی معیت سے محرومی ہو اور میں اور میرا مال اور میری اولاد حضور ﷺ پر فدا اور قربان ہے پس حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے اور جو کچھ تو نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری کیفیت اور وجدان کے مطابق پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بمنزلہ میرے گوش مبارک اور بمنزلہ میری آنکھوں کے کیا ہے اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے اور جس طرح روح کی نسبت بدن سے ہے۔ میرے لئے تو اسی طرح ہے جیسا کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے نزدیک ہیں۔

تحریف کا نادر نمونہ

اگر چہ اس روایت میں فضیلت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روز روشن سے بھی زیادہ روشن اور واضح وثابت ہے مگر اہل تشیع نے تصرف اور تحریف فی الروایات کی عادت یہاں بھی نہیں چھوڑی۔

اول:۔ یہ کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جب فرمایا گیا تو حرف شرط کے ساتھ یعنی اگر وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعانت ومساعدت پر کمربستہ ہو جائیں تو وہ دنیا اور آخرت میں حضور ﷺ کے رفیق ہیں۔ یہاں جب اللہ تعالیٰ بھی دلی کیفیات اور حالات پر مطلع ہے اور آپ (حضرت صدیق) نے جب علم الٰہی وہی کچھ عرض کی۔ جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بمنزلہ سمع مبارک وچشم مبارک اور روح مقدس ثابت ہوئے تو پھر شرطیہ جملہ صاف تحریف وتصرف فی الروایت پر دلالت کر رہا ہے۔ جو قلبی وغش پر مبنی ہے۔

دوسرا:۔ روایت کے آخر میں یہ جملے کہ ''وعلی فوق ذٰلك لزيادة فضائلهٖ و شرف خصالهٖ'' یعنی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ ان کے فضائل اور شرف خصال زیادہ ہیں۔

ارے سمع وبصر وراس وروح نبوت پناہ پر کون سی زیادتی متصور ہے۔

بہرصورت اہل تشیع کی معتبر ترین کتب بھی خلفائے راشدین کے فضائل وعلومرتبت کو اپنے اوراق میں جگہ دینے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ والحسن ماشھدت به الاعداء (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے) ائمہ طاہرین کے ارشادات کو ہر حیلے سے ردوبدل کرنے اور توڑ موڑ تصرفات کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ مگر خلفائے راشدین کی شان کو آنچ نہ آئی۔